نظامِ خلافت کیوں؟

منبر و محراب سے اکثر تعبیر و تفسیر کی جانے والی وہ آیۂ کریمہ ہے جس میں فرمایا گیا کہ ''درحقیقت تم لوگوں کیلئے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے......'' اسوۂ رسولؐ سے ادھر ادھر ہونا انسانی خواہشات کی پیروی اور انتہائی خسارے کا سودا ہے۔ اسی وجہ سے علماء کرام کا زوردار مؤقف ہوتا ہے کہ کسی بھی عمل کو اسی طرح کیا جائے جیسے کہ رسولؐ نے کیا۔ رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ پر لمبی چوڑی بحثیں اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ البتہ ان فروعی مسائل نے ہمیں اس قدر الجھا رکھا ہے کہ ہم یہ تک ادراک نہیں کر پائے کہ جس دین کو اسلام سمجھ کر ہم آج اختیار کئے ہوئے ہیں یہ وہ اسلام ہی نہیں جو رسولؐ امت کے سپرد کر گئے تھے۔ سپرد کئے جانے والے دین میں خلیفۃ المسلمین کا وجود تھا، آج ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں۔ اور اس وقت سے نہیں جب سے خلافتِ راشدہ کی جگہ ملوکیت نے ڈیرے آ جمائے۔ اس طرح سپرد کردہ دین میں اولوالامر کا وجود تھا، آج ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں اس لئے کہ شرعی اولوالامر میں خلیفۂ وقت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے لیکن آج خلیفہ خود نہیں۔ سپرد کردہ دین میں شوریٰ کا وجود تھا، ہمارے اختیار کردہ دین میں نہیں اس لئے کہ جس خلیفۃ المسلمین کو ارکانِ شوریٰ نے مشورہ دینا ہوتا ہے وہ خود کہیں نہیں۔ زیرِ آسماں تو آج امتِ مسلمہ تک کا وجود بھی نہیں۔ مرکزیت خلیفۃ المسلمین کی وجہ سے ہی تو تھی۔ جب خلیفۃ المسلمین نہ رہا، امت، مسلم اقوام کا روپ دھار گئی جو اکثر و بیشتر باہم متصادم رہتی ہیں۔ جسدِ واحد کی مانند کا ادارہ آج دنیا میں کہیں نہیں۔ دینِ اسلام میں خلیفۃ المسلمین، اولوالامر، شوریٰ اور امتِ مسلمہ کی حیثیت و اہمیت ایسے ہی ہے جیسے انسانی جسم میں دل، دماغ، معدہ اور جگر کی۔ انسانی جسم کے ان چار اعضائے رئیسہ میں سے کوئی ایک بھی جواب دے جائے تو موت لازمی ہے۔ اسی طرح دین سے خلیفۃ المسلمین، اولوالامر، شوریٰ اور امتِ مسلمہ میں سے کوئی ایک جزو نکال دیا جائے تو دین، دینِ حق رہتا ہی نہیں۔ شومئی قسمت ایک جزو کی کیا بات جس دین کو آج ہم اپنائے ہوئے ہیں اس میں مذکورہ چاروں اجزاء نہیں۔ امتِ مسلمہ آج جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے، وہ اصل میں مسائل نہیں، نتائج ہیں۔ مسئلہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ہمارا اختیار کردہ اسلام اس دین سے میچ ہی نہیں کرتا جو رسولؐ امت کے حوالے کر گئے تھے۔ یہ بھی ایک حقیقت کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کوئی اسلام قبول نہیں جو رسولؐ کے اسلام سے میچ نہ کرے۔ بالفاظِ دیگر جس دینِ اسلام کو بزعمِ خویش اسلام سمجھ کر آج ہم اختیار کئے ہوئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو ناقابلِ قبول اور بے دینی کی ایک شکل ہے۔ واقعات کی دنیا میں ہمارے ہاں آج وہی نتائج برآمد ہوئے ہیں جو بے دینی کا طرۂ امتیاز ہیں۔ مثلاً

۱۔ آج کی دنیا میں کفار و مشرکین متحد ہیں تو مسلمان منتشر۔ رسولؐ کے ارشادِ مبارک کے مطابق وقت کے کسی بھی موڑ پر اسلامی دنیا پر دو سے زیادہ کی تو کیا بات دو خلفاء یعنی دو حکمران مسلط نہیں ہو سکتے لیکن ہمارے ہاں انتشار پھیلا تو اس حد تک کہ آج اسلامی دنیا پر 57 حکمران مسلط ہیں۔ انتشار کی یہ بنیادی وجہ بنی ہے۔

۲۔ جمہوریت، اشتراکیت، آمریت وغیرہ جیسے بندوں کے خودساختہ قوانین و آئین پر مبنی باغیانہ نظام دنیا بھر میں رواں دواں ہیں، اللہ کے قانون پر مبنی نظامِ خلافت کہیں نہیں۔ آزادی، آزادی کی رٹ تو عام سنی جاتی ہے، دنیا بھر کا کوئی ایک فرد بھی آزاد نہیں، اپنے جیسے بندوں کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔

۳۔ آج ہمارے دین سے وہ برکات حاصل نہیں ہو رہیں جو دورِ خلافتِ راشدہ کے مسلمانوں کو اس لئے حاصل تھیں کہ وہ اصل دین اپنائے ہوئے تھے۔ اس وقت عدل تھا، آج ظلم ہے۔ اس وقت امن تھا، آج فتنہ و دہشت گردی۔ اس وقت خوشحالی تھی، آج قدرتی وسائل کی فراوانی کے باوجود پسماندگی و درماندگی۔ اس وقت اتحاد تھا، آج انتشار۔ اس وقت مسلمان دنیا میں بطور غالب قوت تھے، آج مغلوب، غرضیکہ ہر برکت 180 درجے برعکس ہو گئی ہے۔

۴۔ نظامِ خلافت تو ہمارے ہاں نہیں لیکن نماز، روزے، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی کسی حد تک ہے۔ ایسا کرنا کہ کتاب کے بعض حصوں پر عمل اور بعض سے روگردانی اس دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید ترین عذاب کا سبب ہے (بقرۃ:85)۔ دنیا بھر میں آج مسلمان ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں تو اسی ایک سبب سے۔

۵۔ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو یہود و نصاریٰ کی اس وقت کم و بیش وہی حالت تھی جو آج ہماری ہے۔ توراۃ و انجیل پر مبنی نظام تو انہوں نے قائم نہیں کر رکھا تھا، البتہ نماز، روزے، نکاح، طلاق، کفن دفن وغیرہ کی کوئی نہ کوئی شکل ان کے ہاں رائج تھی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فیصلہ دیا تو یہ کہ ''صاف صاف سنا دو'' اے اہلِ کتاب! تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ توراۃ اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہیں'' (مائدہ:68)۔ آج اگر وحی کا نزول ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور کہتے ''صاف صاف سنا دو'' اے مسلمانو! تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ قرآن کو قائم نہ کرو'۔

حل اس کا اب بھی ہے کہ قرآن و سنت پر مبنی نظامِ خلافت کو مزید وقت ضائع کئے بغیر جلد از جلد قائم کیا جائے۔ نظامِ خلافت قائم ہو جائے، خلیفۃ المسلمین، اولوالامر، شوریٰ اور

امتِ مسلمہ جیسے بنیادی اجزائے ترکیبی ازخود معرضِ وجود میں آ جائیں گے۔ قائم کرنے کی ایک آسان صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ تمام مسلمان سربراہان کسی ایک جگہ......او آئی سی کے مقام پر جمع ہوکر سب سے پہلے اپنے رب کے حضور تائب ہوں۔ پھر اپنے میں سے ایک اہل تر کو خفیہ رائے دہی کے ذریعہ خلیفۃ المسلمین چن لیں، باقی صوبوں (موجودہ مسلم ممالک) کے گورنر بن جائیں۔ اسلام کی عظیم تر مملکتِ واحدہ کو معرضِ وجود میں لایا جائے جس کا نام ''دارالسلام'' تو آئین قرآن وسنت ہو۔ پوری اسلامی دنیا ایک جھنڈے تلے یعنی ایک خلیفہ کی سربراہی میں آ جائے گی تو دیکھتے ہی دیکھتے انشاء اللہ کایا پلٹ جائے گی۔ مسلم عوام کے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ کسی طور اپنے ان سربراہان کو یہ ''ایک کام'' کرنے پر مجبور کردیں۔ بالفاظِ دیگر مطالبات دو ہیں:

ہمارے دو مطالبات

1۔ خلافت چاہئے، جمہوریت نہیں۔

2۔ قرآن وسنت بطور آئینِ مملکت چاہئے، کوئی خودساختہ آئین نہیں

اب ان کی تفصیل:

خلافت چاہئے، جمہوریت نہیں

پہلے خلافت اور جمہوریت کی تعریف (Definition) جس سے ہی عیاں ہوجائے گا کہ ہمیں خلافت چاہئے تو کیوں اور جمہوریت نہیں چاہئے تو کیوں؟

خلافت کیا ہے؟

۱۔ اللہ و رسولؐ کے احکامات اگر قرآن و کتبِ احادیث کے صفحات تک محدود رہیں تو محض ایک تھیوری، ایک نظریہ اور ایک فلسفہ ہیں۔ زیادہ سے زیادہ انہیں اسلامی نظریہ کہا جا سکتا ہے لیکن جب یہ احکامات کسی خطۂ زمین میں عملاً نافذ ہوجائیں تو یہی ''خلافت'' ہے۔ بالفاظِ دیگر خلافت اقامتِ دین کا مظہر اور بنابریں اصل دین ہے۔

۲۔ چونکہ خلافت دینِ اسلام کی عملی صورت ہے لہٰذا کوئی پیغمبرؑ دنیا میں ایسا نہیں مبعوث ہوا کہ جس نے بعثت کے پہلے ہی دن سے قیامِ خلافت کی جدوجہد نہ کی ہو۔ دورِ نبوت کے ایک طرف دورِ جہالت تو دوسری طرف دورِ خلافت، رسولؐ کی تئیس سالہ دورِ نبوت کا حاصل کیا تھا؟ ظاہر ہے ''قیامِ خلافت''۔

۳۔ خلافت اصل میں زیرِ آسماں اللہ تعالیٰ کی حکومت کا نام ہے۔ ہے تو پوری کائنات پر حکمرانی اللہ تعالیٰ کی لیکن زمین پر اپنی حکومت کا اس نے اسی طرح انوکھا انداز اپنایا ہے جس طرح کہ اس دھرتی پر انسان جیسی سننے، سمجھنے، بولنے اور سب سے بڑھ کر صوابدیدی اختیارات عطا کی جانے والی انوکھی مخلوق پیدا کر رکھی ہے۔ بالفاظِ دیگر زمین پر اللہ تعالیٰ اپنی حکومت اپنے بندوں کے ذریعہ قائم کرتا اور چلاتا ہے۔ اسی لئے ایسی حکومت کا نام ''خلافت'' ہے۔

۴۔ خلافت، اتحاد کی اعلیٰ ترین اور فطری صورت ہے۔ پوری اسلامی دنیا کے وسائل و ذرائع اس ایک خلیفہ کے ہاتھ میں مجتمع کہ جس کی اطاعت ''سمع وطاعت'' کی حامل، اس سے بڑھ کر اتحاد اور اتحاد کے ذریعہ طاقت کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

جمہوریت کیا ہے؟

جمہوریت کے موجدین جمہوریت کی تعریف کچھ اس طرح کرتے ہیں:

"Government of the people, by the people, for the people"

دوسرے لفظوں میں جمہوریت ایک ایسا نظامِ حکومت ہے کہ جس کی بنا لوگوں کی خواہشات کی تکمیل میں استوار ہوتی ہے۔ اس نظامِ حکومت میں یہ نقص تو ہے ہی کہ ضروری نہیں لوگوں کی خواہشات بھی وہی ہوں جو اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے لہٰذا اس نظام کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر مبنی ہے۔ لوگوں کی خواہشات منفی بھی ہوسکتی ہیں اور سفلی ہونے کی بنا پر نقصان دہ بھی، جمہوریت کو بہرحال لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنا ہوتا ہے خواہ وہ کتنی ہی مضر کیوں نہ ہو؟ جمہوریت مبنی بر بغاوت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ تو ہے ہی خود لوگوں کے لئے مزید دو طرح سے نقصان دہ ہے۔

1۔جمہوریت کی اٹھان اکثریت پر ہے۔جس پارٹی کو زیادہ ووٹ مل جائیں وہ حکومت بناتی ہے۔قرآنِ کریم میں بار بار آیا کہ ''اکثر الناس لایعلمون'' کہ لوگوں کی اکثریت ہمیشہ جاہل ہوتی ہے(تمام ووٹر یکساں معیار کے تو ہوتے نہیں)۔جب اکثریت جاہلوں کی ہوتی ہے تو ظاہر ہے وہ جاہلوں کو آگے لاتی ہے یعنی حکومت جو اس طور بنتی ہے وہ جاہلوں کی حکومت ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دورِ خلافتِ راشدہ میں کبھی بھی انتخابات ''ہر بالغ فرد۔ایک ووٹ'' کی بنیاد پر نہیں ہوئے۔انتخابات میں صرف اولوالامر یا ارباب حل وعقد نے حصہ لیا۔

2۔جمہوریت قائم ہونے کے لئے جو طرزِ انتخاب اختیار کرتی ہے وہ جوئے بلکہ ''مہا جوئے'' کی ایک شکل ہے۔جس طرح تھڑے پر بیٹھ کر چند جواری جوا کھیلتے ہیں' جیتنے والا خوش اور ہارنے والے ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اسی طرح ایک انتخابی حلقے میں چند امیدوار سرمایہ لگاتے ہیں۔تمام لگائے گئے سرمائے کا فائدہ ایک امیدوار اٹھاتا چلا جاتا ہے' باقی ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں۔تھڑے پر جوا کھیلنے والوں کو البتہ پولیس آ پکڑتی ہے اور علماء کرام ان کے خلاف فتویٰ صادر کرتے ہیں جب کہ انتخابی حلقہ میں کھیلنے والے جواریوں کو حکومت ہر سہولت مہیا کرتی ہے اور علماء خود جواء کھیلتے ہیں۔

خلافت اور جمہوریت کی تعریف سے ہی روزِ روشن کی طرح عیاں کہ ہمیں خلافت چاہئے تو کیوں اور جمہوریت نہیں چاہئے تو کیوں؟ غیر مسلم جمہوریت کو اپناتے ہیں تو ان کی مجبوری اس لئے کہ وہ خلافت سے واقف ہی نہیں۔

2۔قرآن وسنت بطور آئینِ مملکت چاہئے' خود ساختہ آئین نہیں۔

ہمیں قرآن وسنت بطور آئینِ مملکت چاہئے خود ساختہ آئین نہیں تو اس لئے کہ:

ا۔کسی بھی ملک کا نظام وہاں کے آئین کا پروڈکٹ ہوتا ہے۔روس کا آئین اگر امریکہ میں نافذ کر دیا جائے تو امریکہ کا نظام اشترا کی ہو جائے گا اور اسی طرح اگر امریکہ کا آئین روس میں نافذ کر دیا جائے تو روس میں جمہوریت کا دور دورہ ہو جائے گا۔پوری اسلامی دنیا میں حکمرانوں اور عوام دونوں کے نزدیک مسلمہ امر ہے کہ ہمارے ہاں کا رواں دواں نظام ''کرپٹ'' ہے۔یہ کرپٹ نظام کس آئین کا پروڈکٹ ہے' ظاہر ہے اس خود ساختہ آئین کا جو ہر مسلم ملک میں رائج ہے۔اگر ایسا خود ساختہ آئین دورِ خلافتِ راشدہ میں بھی نافذ کر دیا جاتا تو نظامِ خلافتِ راشدہ کبھی وجود میں نہ آتا۔آج اگر قرآن وسنت کو بطور آئین نافذ کر دیا جائے تو دورِ خلافتِ راشدہ کی طرح کا نظام ہمارے ہاں از خود رواں دواں ہو جائے۔

۲۔ہر فیکٹری کے مالک کو سزاوار ہوتا ہے کہ وہ اپنی فیکٹری میں تیار ہونے والے پروڈکٹ کے استعمال کے لئے ہدایات دے۔انسان چونکہ فطرت کی فیکٹری کا پروڈکٹ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کو ہی سزاوار ہے کہ وہ انسانی زندگی گزارنے کے لئے ہدایات دے (ان الحکم الا للہ)۔قرآن وسنت اسی سلسلہ میں تو ہیں۔ویسے بھی انسان کے لئے قانون سازی کرنا اس لئے اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے کہ وہ غیر جانبدار ہے' اس کا علم حتمی ہے اور وہ قدیر ہے۔قانون سازی ہی نہیں حکمرانی بھی اللہ تعالیٰ کو ہی سزاوار ہے' انسان کی حکومت کا کیا سوال؟ وہ تو خود فانی ہے محتاج ہے' بے بس ہے۔بندے آئین بنائیں گے تو وہ ناقص ہوگا۔

۳۔نافذ ہونے والا قانون ہی فیصلہ کرتا ہے کہ قائم ہونے والی حکومت خلافت ہے یا بغاوت؟ اگر قانون فردِ واحد کا تیار کردہ ہو تو اسے آمریت کہتے ہیں۔کسی جماعت یا طبقے کا تیار کردہ ہو تو اس کو اشترا کیت کہتے ہیں' عوام کا تیار کردہ ہو تو اسے جمہوریت کہتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کا تیار کردہ ہو تو اسے خلافت کہتے ہیں۔خلافت کے علاوہ دنیا میں جتنی قسم کی حکومتیں ہیں سراسر بغاوت ہیں۔خلافت میں اللہ تعالیٰ کی حکومت بندوں پر ہوتی ہے اس لئے کہ نافذ ہونے والا قانون اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہوتا ہے۔جب کہ جمہوریت' آمریت وغیرہ میں بندوں کی حکومت بندوں پر ہوتی ہے اس لئے کہ نافذ ہونے والے قوانین بندوں کے ہی بنائے ہوتے ہیں۔لاریب' بندوں پر بندوں کی حکومت سب خرابیوں کی جڑ ہے۔اس وقت بحر وبر میں فتنہ و شر نے جو اودھم مچا رکھا ہے اس وجہ سے ہے کہ ہر طرف اللہ تعالیٰ کو دیس نکالا دے کر بندے خود مختار بن گئے ہیں۔نظامِ خلافت آج دنیا میں کہیں بھی نافذ نہیں اس لئے کہ جمہوریت وغیرہ کو پالنے والے تو دنیا بھر کے کفار ومشرکین کے علاوہ خود مسلمان حتیٰ کہ ہمارے ہاں کے سیاسی علمائے کرام دن رات ایک کئے ہوئے ہیں جب کہ وہ مبارک سپوت جو نظامِ خلافت کو قائم کرنے کے درپے ہیں' آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔

نوٹ فرمائیں' جب تک ہم پوری اسلامی دنیا میں نظامِ خلافت کو بحال نہیں کرتے اور خود ساختہ آئین کی بجائے قرآن وسنت کو آئینِ مملکت قرار نہیں دیتے' صورتِ حال اسی طرح خراب ہوتی جائے گی جس طرح کہ پیاسا اگر پانی کی بجائے تیل پیتا جائے تو وقت کے ساتھ اس کے احوال ومسائل بد سے بدتر ہوتے چلے جاتے ہیں۔